♥♥ آپ نے الف لیلہ و لیلہ میں علی بابا اور چالیس چوروں کی داستان یقیناً پڑھی ہوگی۔ یہ جدید چالیس چور ہیں اور ماڈرن علی بابا جنکا قصہ آپ ان صفحات میں پڑھیں گے۔
لارڈ پیٹر ومزے کا ایک دلچسپ اور شاندار کارنامہ

چالیس چور

صبا احمد

سگار سلگا کر ایک بار پھر اس نے خبر کو غور سے پڑھا۔ لارڈ ڈیپر ڈمی
اس کے لئے یعنی اپنے بٹلر کے لئے پانچ لاکھ پونڈ میں سے پانچ سو
پونڈ چھوڑے تھے اور نہایت خسروانہ کام لیتے ہوئے اپنا وہ فلیٹ
بھی اسے بخش گئے تھے جو پکاڈلی میں تھا۔ خدمت گذاری اور وفاداری
کا یہ صلہ سمندر سے پیاسے کو شبنم ملنے کے مترادف تھا مگر لارڈ ڈیپیر نے
خرچ کرنے پر جمع کرنے کو ہمیشہ ترجیح دی تھی۔ اسکے باوجود لوگوں میں
ان کی بخیلی سے زیادہ ان کی فراخی کے قصے عام تھے۔ وصیت نامے
کی رو سے انہوں نے مختلف خیراتی اداروں کو بھی دس ہزار پونڈ عطا

کئے تھے۔ اخبار میں جو تفصیلات آئی تھیں ان کے مطابق اتنی ہی رقم ایسے بے شمار افراد میں بھی تقسیم ہوئی تھی جنہوں نے کسی مالی ضرورت سے مجبور ہو کر ان سے امداد طلب کی تھی۔ بعد مرنے کے جو سامان گھر سے نکلا تھا ان میں ایک کتب خانہ تھا اور ایک آرٹ گیلری تھی۔ یہ سب وہ اپنی ماں کے لئے چھوڑ گئے یعنی ڈچس آف ڈینور کے لئے جو خود بھی لب گور تھیں اور ان کے پاس لاکھوں پونڈ خرچ کرنے کی نہ مہلت تھی نہ طاقت۔ خبر میں تھوڑا سا مزاح کا پہلو یہ تھا کہ وہ شیر کا شکار کرنے تانگا نیکا گئے تھے مگر شیر نے انہیں شکار کر لیا۔

اپنی آزادی کا تصور کر کے وہ مسکرایا۔ خبر بالکل ٹھیک تھی۔ اس نے اخبار ایک طرف رکھ دیا اور ناشتے کے برتن سمیٹنے لگا۔ کسی تجربہ کار بٹلر کی طرح اس نے تمام سامان بڑی ترتیب سے ٹرے میں سجایا اور میز کو یوں صاف کیا جیسے عمر بھر اس نے یہی کام کیا ہے۔ اپنے قیمتی لباس کے باوجود صورت سے مسکین اور مظلوم سا لگتا تھا۔ وہ اطوار اور وقار جو کسی اعلیٰ تعلیم یافتہ یا معزز اور نجیب الطرفین قسم کے شخص میں یا کسی کاروبار میں ممتاز حیثیت رکھنے والے افراد میں نظر آتا ہے اسکے انداز و اطوار میں مفقود تھا۔ ادب آداب کا یہ مظاہرہ اور یہ سلیقہ کسی بڑے خاندان کے پرانے نمک خوار ملازموں جیسا تھا جو نسل در نسل اشراف کی خدمت کرتے جاتے ہیں تو ان کے زندگی بسر کرنے کے طور طریقے بھی جان لیتے ہیں۔

لارڈ پیٹر کے بڑے بھائی ڈیوک آف ڈینور کا شمار برطانیہ کے دولت مند ترین افراد میں ہوتا تھا لیکن خود لارڈ پیٹر کی وجہ شہرت کچھ اور تھی۔ سے جرائم کا سراغ لگانے کا شوق تھا اور ایسے متعدد واقعات مشہور تھے جن میں پولیس کے سراغرسانوں نے لارڈ پیٹر سے مدد طلب کی اور مجرم پکڑے گئے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی فائلوں میں ایسے بہت سے کیس تھے جو نوعیت کے اعتبار سے انتہائی سنگین بھی تھے اور پیچیدہ بھی مگر لارڈ پیٹر نے اپنی ذہانت سے ان کا سراغ لگا لیا۔

وہ اخبار بغل میں دبائے فلیٹ سے نیچے اترا۔ بس اسٹاپ تک پیدل گیا اور بس کے آنے تک اخبار کی سرخیوں پر نگاہ ڈالتا رہا۔ بر منڈسی پہنچ کر وہ تنگ گلیوں سے گزرتا راستے بدلتا بیس منٹ بعد ایک معمولی سے شراب خانے پہنچا اور اپنے لئے ڈبل وہسکی کا آرڈر دیا۔ شراب خانہ ابھی کھلا ہی تھا چنانچہ کاؤنٹر کے گرد سٹول پر کوئی نہ کوئی بیٹھا تھا اور کاؤنٹر کی دوسری جانب ساقی گری کے فرائض انجام دینے والی بیس بائیس برس کی لڑکی کسی کی طرف دیکھے بغیر سب کے آرڈر لیتی جا رہی تھی اور اپنے کام میں منہمک تھی۔ ایک منٹ بعد ڈبل وہسکی اس کے سامنے آ گئی اس نے گلاس اٹھایا ہی تھا کہ کہنی ساتھ والے شخص کے ہاتھ سے ٹکرائی۔ تھوڑی سی شراب چھلک گئی۔ "میں معذرت چاہتا ہوں" اس نے نرمی سے کہا۔ شراب اسکے کپڑوں پر بھی گری تھی۔

"معذرت کے بچے" دوسرے شخص نے برہمی سے کہا۔ "اندھے ہو یا گھر سے ہی مدہوش ہو کر آئے تھے"

"میں نے دانستہ ٹکر نہیں ماری" اس نے سخت لہجے میں کہا۔ "ہجوم میں ایسا ہو ہی جاتا ہے"

"مدشٹ اپ۔ جانتے نہیں میرا نام جوک ہے" وہ شخص غرایا۔ "اور یہ جگہ اجڈ اور بدتمیز لوگوں کے لئے نہیں ہے۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ"

"اچھا؟۔ بار کیا تمہارے باپ کا ہے مسٹر جوک۔؟۔ اور میرا نام بھی جارج ہے" اس نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ اس کا حریف طاقتور ضرور تھا لیکن ہوش میں نہ تھا۔ بیک وقت وہ دونوں اسٹول سے اتر آئے۔ کاؤنٹر کے پیچھے سے لڑکی نے چلا کے کہا: "یہ دنگا فساد کرنا ہے تو کہیں اور جاؤ ورنہ میں پولیس کو بلاتی ہوں" بہت سے لوگ اسکی آواز پر متوجہ ہو گئے۔

"تم نے دیکھا نہیں اس نے ہاتھ مار کر میری شراب گرا دی ــ کپڑوں کا ناس کر دیا" جوک نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔

"کپڑے تو اس کے بھی خراب ہوئے ہیں۔ اور جب اس نے معذرت کر لی ہے تو بات ختم کیوں نہیں کرتے" لڑکی بولی۔

"آل رائٹ" جوک نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تمہارے کہنے پر میں اس کی جان بخشی کرتا ہوں۔ اور معذرت طلب کرتا ہوں"

"شکریہ" وہ ہنسا۔ "میں بھی تمہیں قتل کرنے کا ارادہ ترک کرتا ہوں۔ میرا نام جارج ہے" انہوں نے مصافحہ کیا اور اپنے اپنے گلاس اٹھا کے آخری کونے کی میز پر آ بیٹھے۔

"کسی کو شبہ تو نہیں ہوا کہ یہ ڈرامہ تھا" جوک نے سرگوشی میں کہا۔ جارج نے نفی میں سر ہلایا۔ "دو ڈبل وہسکی" جوک نے چلا کر کہا۔ "میرے نام پر" اس نے خالی گلاس دھڑ سے میز پر رکھا۔ لڑکی کاؤنٹر کے پیچھے سخت مصروف تھی چنانچہ اسے آخری میز تک آنا سخت ناگوار گزرا۔

"ہماری نئی دوستی کے نام پر" جوک نے اتنی بلند آواز میں کہا کہ لڑکی بھی سن لے مگر وہ گلاس رکھتے ہی واپس ہو گئی تھی۔ "میرا خیال ہے یہاں ہماری بات سننے والا کوئی نہیں" جوک نے کہا۔ "ہاں تو کیا طے کیا ہے تم نے۔؟"

"اعتراض تو مجھے کوئی نہیں لیکن میں کسی مصیبت میں گرفتار

ہو جاتا ہے۔ اکیلا آدمی ٹھیک رہتا ہے۔ پکڑا بھی جاتا ہے تو اپنی ہی غلطی پر۔" جارج نے کہا۔ "جہاں بہت سے ہوں وہاں کسی دوسرے کی حماقت کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑ جاتا ہے۔"

"تمہارا کام ایسا نہیں۔ تم صرف نشاندہی کرو گے۔ باقی کام سوسائٹی کے وہ ارکان کریں گے جنہیں نمبر ایک نامزد کرے گا۔ اور نمبر ایک نے ہر کام کے لئے مخصوص افراد کو سوسائٹی میں شامل کیا ہے جو اپنے اپنے کام کے ماہر ہیں۔ نقب لگانے والے۔ تالے کھولنے والے، حفاظتی انتظامات کو غیر موثر بنانے والے، یہاں تک کہ قتل کرنے والے۔ لیکن سوسائٹی کے چالیس ارکان میں سے کوئی کسی کو صورت سے نہیں پہچانتا۔ کسی کو کسی کا نام پتا معلوم نہیں۔ سوائے نمبر ایک کے جو سب کو جانتا ہے۔ شاید نمبر دو کو بھی علم ہو مگر میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔" جوک بولا۔

"یہ نمبر ایک اور نمبر دو کیا بلا ہیں؟" جارج نے پوچھا۔

"نمبر ایک تو چیف ہے۔ علی بابا۔ نمبر دو ایک عورت ہے مرجینا۔ باقی لوگ نمبروں سے پکارے جاتے ہیں۔ مثلاً میں نمبر ۲۱ ہوں۔ تمہارا نمبر غالباً ۴۰ ہوگا۔ یا ۲۸" جوک نے بتایا۔

"یہ کیا بات ہوئی" جارج نے کہا۔ "تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میرا نمبر کیا ہوگا؟"

"دراصل سوسائٹی کے ارکان کی تعداد کبھی چالیس سے آگے نہیں بڑھتی۔ اگر کوئی جگہ خالی ہو تو کوئی نیا ممبر بنا لیا جاتا ہے۔ مگر اس کے لئے کسی پرانے ممبر کی ضمانت ضروری ہے۔ جیسے تمہارا ضامن میں بنا ہوں" جوک نے کہا۔ "حال ہی میں ۲۸ نمبر کی جگہ خالی ہوئی ہے۔ اب یہ علی بابا کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ تمہیں ۲۸ ہی کہے یا سب سے جونیئر ہونے کے باعث تمہارا نمبر ۴۰ رکھے۔" جوک نے وضاحت کی۔

"۲۸ کہاں گیا؟" جارج نے اچانک سوال کیا۔

"وہ... وہ مر گیا" جوک نے تھوڑے سے تذبذب کے بعد کہا۔ "دراصل کچھ عرصے پہلے اسکے بارے میں یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ وہ بعض مشتبہ قسم کے افراد سے ملتا ہے اور سوسائٹی کو اس سے غداری کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔"

"چنانچہ سوسائٹی نے اسے قتل کرا دیا۔ اپنے ہی ممبر کو۔؟" جارج نے خوف اور حیرت سے کہا۔

"دیکھو نا اگر ایک ممبر سے باقی تمام ممبروں کی سلامتی کو اور سوسائٹی کے وجود کو خطرہ لاحق ہو تو اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہم سب کی کامیابی کا راز اتحاد اور تنظیم ہے" جوک نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ سوسائٹی کے چالیس ارکان ایک دوسرے کی صورت سے ناآشنا ہوں۔ مثلاً ہم دونوں۔ باقی سب بھی تو ہماری طرح ہی ہیں۔ کسی نہ کسی نے انہیں متعارف کرایا ہے؟" جارج بولا۔

"ہاں۔ مگر آج کے بعد تم کبھی میری صورت نہ دیکھو گے۔ تمہیں احکامات براہ راست علی بابا کی جانب سے موصول ہونگے اور یہ بھی بتا دیا جائے گا کہ تمہیں کب اور کس سے اور کہاں رابطہ قائم کرنا ہے یا جو کام تمہارے سپرد کیا جائے گا اسکی رپورٹ کسے دینی ہے۔ ہر پندرہ دن کے بعد ایک خصوصی اجلاس ہوتا ہے جس میں وہی شریک ہوتے ہیں جنہیں مدعو کیا جائے۔ تین مہینے میں ایک بار اجلاس عام بلایا جاتا ہے۔ اور اس میں سوسائٹی کے تمام ارکان شرکت کرتے ہیں لیکن اجلاس عام ہو یا خاص۔ کوئی کسی کی صورت نہیں دیکھتا۔ سب لوگ نقاب پہن کر آتے ہیں۔ اجلاس عام میں تمام ممبروں کو ان کا حصہ دے دیا جاتا ہے۔ آمدنی کسی بھی ذریعے سے ہو اور کتنی بھی ہو۔ مساوی طور پر تقسیم کر دی جاتی ہے۔ ممبران تین ماہ میں چوری ڈاکے یا فراڈ یا کسی بھی ذریعے سے کچھ حاصل کرتے ہیں تو وہ سوسائٹی کے پاس جمع کرا دیتے ہیں۔ کون کتنا لایا اور کہاں سے لایا۔ مزید کسی کو خبر ہوتی ہے نہ معلوم کرنے کی اجازت" جوک نے کہا۔

"لیکن فرض کرو کام ایسا آن پڑے جس میں ایک نہیں بہت سے افراد کو شریک ہونا پڑے۔ کیا پھر بھی وہ ایک دوسرے کو نہ پہچانیں گے۔ مثلاً کسی بنک کو لوٹنا ہو۔ پھر۔؟" جارج نے پوچھا۔

"بنیادی بات یہ ہے کہ کوئی کسی کو اپنی صورت دکھا کے خطرہ نہیں مول لینا چاہتا تاکہ کبھی ایک پکڑا جائے تو دوسروں کا نام پتہ تو کیا حلیہ تک نہ بتا سکے" جوک نے سمجھانے کی کوشش کی۔

"اچھا۔ یہ فرض کرو کہ کوئی کسی رکن کا گھر تک تعاقب کرے اور پولیس کو خبر کر دے پھر؟" جارج نے پوچھا۔

"پھر کیا۔؟ کچھ نہیں" جوک نے کہا۔ "یہ باتیں مفروضات کی ہیں۔ عملی طور پر اب تک صرف ایک بار ایک ایسا واقعہ پیش آیا تھا اور دوسرے دن تعاقب کرنے والے کی لاش دریا سے نکالی گئی تھی۔ وہ غلط قسم کا آدمی تھا جو نہ جانے کیسے سوسائٹی میں شامل ہو گیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ باری باری وہ تمام ممبروں کا ٹھکانہ معلوم کر کے انہیں ٹھکانے لگا دے گا لیکن علی بابا کو سب معلوم ہو جاتا ہے۔ اسکی آنکھیں ہر طرف دیکھتی ہیں اور اسکی دسترس سے کچھ بھی باہر نہیں ہے۔ دن ہو یا رات وہ ایک لمحے کیلئے غافل نہیں ہوتا اور کوئی کچھ بھی کرے اسے پل پل کی خبریں رہتی ہیں خود

علی بابا کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ شاید مرجینا کو ہو تو ہو۔ ویسے وہ بہت عمدہ آدمی ہے۔ تہذیب اور شرافت کا نمونہ۔ شائستگی کی تصویر۔ اصول پرستی اور ایمانداری کا پیکر۔"

"لیکن جوک۔ یہ کوئی جائز کاروبار تو ہے نہیں جس میں ایمانداری کی شرط ہو۔ مال حرام کا حساب کون رکھتا ہے؟"

"تمہارا خیال غلط ہے۔ سوسائٹی آمدنی کا پورا حساب رکھتی ہے۔ اور خواہ تین ماہ میں کسی ممبر کو ایک بھی کامیابی نہ ہوئی ہو اسے حصہ سب کے برابر ملے گا۔ علی بابا بے وقوف نہیں ہے۔ کوئی ممبر حرام خوری کرے تو اسے فوراً معلوم ہو جاتا ہے لیکن وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ حالات ہمیشہ موافق نہیں ہوتے۔ اندازے غلط بھی ہو جاتے ہیں اور کامیابی سو فیصد کبھی نہیں ہوتی۔ پھر بھی اب تک سوسائٹی نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ اخبارات میں ان کا ذکر آ چکا ہے اور پولیس بھی سر توڑ کوشش کر چکی ہے مگر نتیجہ صفر ہے۔ شاید تمہیں یاد ہو گا۔ لٹن بنک میں جو ڈاکہ پڑا تھا اس میں دو لاکھ پونڈ غائب ہو گئے تھے۔ ایک مشہور فلمسٹار کا ساڑھے تین لاکھ ڈالر کا نیکلس چوری ہوا تھا۔ سر فیوبرشم کے محل سے سونے کے ظروف چرا لئے گئے تھے۔ تقریباً اٹھائیس سیر سونے کے۔ پھر نیشنل گیلری سے ایک نادر روزگار ہیرا چوری ہوا تھا۔ پریس آج تک پولیس کے پیچھے پڑا ہوا ہے مگر مجرموں کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ یہ سب سوسائٹی کا ہی کام تھا۔ ہم کسی فرد کا نام نہیں لیتے۔ اوسطاً ہر ممبر کو دس ہزار پونڈ ماہانہ مل جاتے ہیں۔"

جارج کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ "دس ہزار پونڈ سالانہ؟"

جوک ہنسا۔ "نہیں جناب، دس ہزار پونڈ ماہانہ۔ سوسائٹی کے ارکان معاشرے میں بڑا اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔"

"لیکن جوک۔ یہ سب مجھے بتا کے تم کو یہ خطرہ محسوس نہیں ہوتا کہ میں یہاں سے اٹھ کر سیدھا پولیس اسٹیشن چلا جاؤں گا؟"

"نہیں" جوک مسکرایا۔ "اول تو تم پولیس اسٹیشن پہنچ ہی نہ پاؤ گے۔" جارج نے خشک حلق کو تھوک نگل کے تر کیا۔

"ظاہر ہے" جوک نے کہا۔ "اور بفرض محال تم پولیس اسٹیشن پہنچ بھی گئے تو کیا۔ جب تک تم یہاں واپس آؤ گے میں جا چکا ہوں گا۔ ممبرہ کے پاس۔"

"ممبرہ۔؟" جارج نے حیرانی سے کہا۔ "وہ کون ہے۔ کیا کرتا ہے؟"

"وہ چہرے بدلتا ہے۔ پلاسٹک سرجری سے اونگر پرنٹ بناتا ہے۔ یہ کام بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے لیکن وہ بڑا ماہر فن ہے" جوک نے کہا۔ "پولیس کا سارا ریکارڈ غلط کر دیتا ہے۔"

"اچھا جوک۔ اگر اس مرحلے پر میں سوسائٹی میں شمولیت سے انکار کر دوں تو کیا مجھے مروا دیا جائے گا؟"

"ضروری نہیں۔ اگر تم ساری بات کو یوں بھول جاؤ جیسے کبھی ہوئی بھی نہیں۔ کسی سے ذکر نہ کرو تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم انکار نہیں کرو گے۔ میں نے پہلے ہی دن تاڑ لیا تھا کہ تم کام کے آدمی ہو۔" جوک مسکرایا۔

جارج کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ آئی۔ "تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ بتاؤ اب مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

"تم میرے ساتھ علی بابا کے پاس چلو گے۔ وہ تم سے ملے گا اور مطمئن ہو جائے گا تو سوسائٹی کا رکن بنا لے گا۔"

"اور میرا کام کیا ہو گا۔ میں نے آج تک کبھی چوری نہیں کی ڈاکہ تو دور کی بات ہے۔" جارج نے سوچتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو وہ کام کرنا ہے جو سرے سے کوئی کام ہی نہیں۔ یعنی صرف ان گھروں کے بارے میں تفصیلات فراہم کرنی ہیں جہاں تم بٹلر رہ چکے ہو۔ ان گھروں کے اندر پہنچنے کا راستہ۔ گھر والوں کے معمولات۔ سوسائٹی کے مطلب کی اشیاء کی مالیت وغیرہ اور گھر کے اندر تجوریوں کا اور خفیہ خانوں کا جائے وقوع۔ حفاظتی انتظامات کی نوعیت۔ قفل کے بارے میں بنیادی معلومات یعنی یہ بتانا کہ قفل چابی والا ہے یا نمبروں والا۔ نمبروں والا ہے تو سادہ یا پیچیدہ۔ اگر ترتیب یاد ہے تو یہ بات بڑی اہم سمجھی جائے گی۔ اگر قفل چابی والا ہے تو یہ بتانا ہو گا کہ چابی کس کے پاس یا کہاں ہوتی ہے۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم۔ کامیابی یا ناکامی سے تمہیں کوئی سروکار نہیں۔ تمہارا حصہ تمہیں مل جائے گا۔"

"آل رائٹ" جارج نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ "میں تیار ہوں۔"

"آج رات تمہاری ملاقات علی بابا سے ہو جائے گی۔ ٹھیک دس بجے تم لیمبتھ برج سے گزر کر شمال کی سمت جانا۔ وہاں ایک ٹیکسی کھڑی ہو گی اور ڈرائیور انجن پر جھکا ہوا کچھ کر رہا ہو گا۔ تم اس سے کہنا۔ جہاز خراب ہے کیا۔ جواب میں وہ پوچھے گا۔ جناب کی پرواز کہاں تک ہے۔؟ اور تم جواب دو گے۔ نمبر ایک لندن تک۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ لندن میں اس نام کی ایک دکان ہے۔ خیر۔ وہ ٹیکسی والا تمہیں بٹھا لے گا لیکن تمہیں یہ معلوم ہو سکے گا کہ وہ تمہیں کہاں لے جا رہا ہے۔ کھڑکی کے شیشوں سے باہر کا منظر دکھائی نہیں دیتا۔ پہلی بار یہ احتیاط کرنی ہی پڑتی ہے

بعد میں تمہیں مطلع کر دیا جائے گا کہ فلاں مقام پر پہنچنا ہے اور کیسے پہنچنا ہے۔ ایک بات کا خیال رکھنا۔ علی بابا کو دھوکہ دینا ناممکن ہے اسکی کوشش بھی کبھی مت کرنا۔"

جارج اٹھ کھڑا ہوا۔ "اب میں چلتا ہوں۔ شاید ہماری ملاقات پھر نہ ہو اسلئے خدا حافظ۔"

♥♥♥♥♥♥

دروازے پر دستک سن کر وہ باہر نکلا تو اسے کوئی نظر نہ آیا۔ گلی دور دور تک خالی پڑی تھی۔ وہ واپس لوٹ کر دروازہ بند کر رہا تھا کہ اس کی نگاہ لفافے پر گئی جو کسی نے نیچے سے اندر کھسکا یا تھا۔ اس نے لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پتے کی جگہ صرف ایک ہندسہ لکھا ہوا تھا۔ نمبر ۴۔ اندر سے برآمد ہونے والے پرزے پر ٹائپ کی ہوئی دو سطروں میں سوسائٹی نے اسے مطلع کیا تھا کہ رات ساڑھے گیارہ بجے اسے علی بابا کے غار میں پہنچنا ہے۔ دروازہ کھلوانے کے لئے اسے کہنا ہوگا "میں علی بابا کا غلام ہوں" یہ جملہ ہر بار بدل جاتا تھا چنانچہ میٹنگ میں وہی آپاتے تھے جو اس سے واقف ہوتے تھے۔

جارج نے مکان کے عقبی حصے میں پہنچ کر سیف کا نمبروں والا تالا کھولا۔ صحیح نمبر ملتے ہی دروازہ وا ہو گیا اور جارج اندر چلا گیا۔ اس سیف کا دروازہ دیکھنے میں کمرے کا عام دروازہ لگتا تھا جس پر باہر کی جانب وہی رنگ تھا جو گھر کے دیگر دروازوں پر تھا۔ اندر کا سیف غیر معمولی طور پر بڑا تھا۔ اسکی آہنی دیواروں کی بلندی ساڑھے چھ فٹ تھی۔ چوڑائی بھی تقریباً اتنی ہی تھی لیکن لمبائی دس فٹ کے قریب تھی۔ فولادی چھت یا فرش میں کوئی جوڑ نظر نہ آتا تھا اور دیواریں بھی بالکل سپاٹ تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ پورے کا پورا فولاد کے سانچے میں ڈھال کر بنایا گیا ہے۔ لیکن جارج نے دائیں ہاتھ کی دیوار کے نچلے حصے کو دبا کر ایک خانہ برآمد کیا۔ خانے میں بہت سی فائلیں تھیں اس نے ایک فائل نکالی جس پر لکھا تھا "خط و کتابت" سوسائٹی کے پیغام کو فائل کے آخر میں لگا کے اس نے خانہ بند کیا۔ ایک نظر دوسری فائلوں پر ڈالی اور باہر آ کے اس کمرے جیسے سیف کو باہر سے پھر مقفل کر دیا۔

جارج کو سوسائٹی کا رکن بنے دو سال ہو چکے تھے اور اس عرصے میں سوسائٹی نے بڑی بڑی وارداتوں میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ ان وارداتوں میں چوری اور ڈاکے ڈال کر بینک لوٹنا، دولت مند لوگوں کی تجوریوں سے نقد رقم اور ہیرے جواہرات اڑانا، سونے چاندی کے زیورات اور برتن چرانا، قیمتی دستاویزات غائب کر کے بلیک میلنگ کرنا اور جعلسازی کے ذریعہ لاکھوں پونڈ ہتھیانا بھی کچھ شامل تھا۔ ان جرائم کی خبروں سے لندن ہی میں نہیں پورے برطانیہ میں تہلکہ مچ گیا تھا اور پبلک اور پریس نے پولیس کو اسکی نااہلی پر سخت سست کہنے کا سلسلہ دراز کر رکھا تھا مگر مجرم ہنوز لاپتا تھے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ساری سراغرسانی دھری رہ گئی تھی اور ان کی ساکھ کو شدید صدمہ پہنچا تھا۔

جارج نے اپنی خوابگاہ میں پہنچ کر دروازہ اندر سے بند کیا۔ پھر وہ بک شیلف کے تختوں پر قدم رکھتا سب سے اوپر والے تختے پر جا کھڑا ہوا۔ چھت اب اس کی دسترس میں تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک جگہ سے تختوں پر اندر کی طرف دباؤ ڈالا۔ لکڑی کی چھت میں تقریباً ڈیڑھ فٹ لمبا اور ڈیڑھ فٹ چوڑا تختہ اوپر اٹھ گیا اور جارج نے ہاتھوں کے بل پر اپنے جسم کو اس خلا کے اندر گھسیٹ لیا۔ اس خانے کے اندر اندھیرا تھا اور کمرے کی پوری چھت کسی غار کی طرح پھیلی ہوئی نظر آتی تھی۔ کمرے کی اصل چھت تقریباً پانچ فٹ اوپر تھی چنانچہ جارج کو گھٹنوں کے بل آگے جانا پڑا۔ آخری دیوار کے قریب پہنچ کر اسے کبوتروں کی غٹرغوں سنائی دی۔ اس نے پھر دیوار کو ایک جگہ سے دھکیلا اور لکڑی کے تختے دو پٹوں کی طرح کھل گئے وہ سر جھکا کے اس راستے سے گذر گیا۔ اب وہ ساتھ والے مکان کی چھت پر تھا۔ اسکے سامنے کبوتروں کے تین پنجرے تھے اور ہر پنجرے میں کبوتروں کا ایک جوڑا بند تھا۔ کھلی چھت سے اس نے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لیا۔ اسکے سامنے ایک سپاٹ دیوار تھی۔ دائیں جانب ایک احاطہ تھا جس میں خالی ڈرم اور دوسرا کاٹھ کباڑ بکھرا پڑا تھا۔ بائیں جانب کے مکان کی کھڑکیاں حسب معمول بند تھیں۔ تینوں مکانوں کے درمیان وہ چھت تھی جس کی چار دیواری قد آدم تھی اور جو آس پاس کی چھتوں کے مقابلے میں اتنی نیچی تھی کہ وہ کھڑا ہوا بھی سڑک یا گلی کے کسی کونے سے نظر نہیں آسکتا تھا۔ نیچی جیب سے اس نے ایک نوٹ بک نکالی جس کے ساتھ پتلے سے ریشمی دھاگے میں ننھی سی پنسل بندھی ہوئی تھی۔ ایک صفحہ پھاڑ کے اس نے پورے سکون سے چند سطور تحریر کیں اور دستخط کی جگہ اپنا نمبر ۴ لکھ دیا کاغذ کو تہہ کر کے اس نے ایک دھاگے میں لپیٹا جو کبوتروں کے پنجرے میں رکھا تھا اور اس پرزے کو کبوتر کے گلے میں باندھ کر پروں کے نیچے چھپا دیا۔ کبوتر کو ہاتھ میں پکڑ کر اس نے پیار سے اسکے پروں کو سہلایا اور پھر ہاتھ بلند کر کے فضا میں چھوڑ دیا۔ کبوتر نے ایک

مختصر دائرے میں چکر لگایا اور پھر اوپر اٹھا چند سیکنڈ بعد وہ ایک سمت میں پرواز کرنے لگا اور نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اس نے گھڑی پر ایک نگاہ ڈالی اور جس راستے سے اوپر پہنچا تھا اسی سے واپس اتر آیا۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد اس نے دوسرے کبوتر کو پیغام دے کر روانہ کیا اور مزید ایک گھنٹے بعد تیسرے کبوتر کو۔
رات ساڑھے نو بجے اس نے پھر کبوتر خانے کا رخ کیا۔ تینوں کبوتر واپس آ گئے تھے اور جواب لے آئے تھے۔ اس نے نرمی سے ان کے پروں پر ہاتھ پھیرا۔ "شاباش" اس نے تینوں کبوتروں کو واپس بند کرتے ہوئے کہا۔ "میں اب جا رہا ہوں۔ گھبرانا نہیں۔ اگر مجھے کچھ ہو بھی گیا تو تم بھوکے پیاسے نہیں رہو گے"

نیچے آ کے اس نے جوابات دیکھے۔ سب پر انگریزی کے دو حرف لکھے تھے۔ OK۔ سب ٹھیک ہے۔ اس نے پرزوں کو آتشدان کے بھڑکتے شعلوں کے سپرد کر دیا۔ پھر اس نے ایک میز کی دراز سے ریوالور نکال کر دیکھا۔ گولیاں پوری بھری ہوئی تھیں لیکن اس نے احتیاطاً کارتوسوں کا ایک اور پیکٹ جیب میں ڈال لیا۔ رات کے ساڑھے دس بجے اس نے فلیٹ کو مقفل کیا اور نیچے اتر آیا۔ تھوڑی دور چل کر اس نے بس پکڑی اور بس میں ایسی جگہ بیٹھا جہاں سے وہ ہر آنے جانے والے پر نظر رکھ سکتا تھا۔ تین بار بسیں بدلنے کے بعد وہ ہمپ اسٹیڈ کے علاقے میں اتر گیا اور ہیتھ کی بستی کی طرف چلنے لگا۔ اس نسبتاً غیر آباد علاقے کے بیشتر مکین سو چکے تھے۔ آخری تاریخیں ہونے کے سبب آسمان پر چاند بھی نہ تھا اور ستاروں کی روشنی پر بادلوں کا غلاف آ گیا تھا۔ دو فرلانگ چلنے کے بعد وہ ایک تاریک گلی میں مڑ گیا۔ اسے ایک اور شخص نظر آیا جو اس سے تقریباً دس قدم آگے جا رہا تھا۔ پھر اس نے پلٹ کر دیکھا اور اسے اپنے پیچھے بھی دو افراد نظر آئے چوروں کی طرح دبے پاؤں دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے جارج نے ایک گھنے پھیلے ہوئے درخت کے نیچے رک کر اپنے سر پر بھی وہ سیاہ نقاب چڑھا لیا جو ایک بنڈل کی شکل میں بندھا اسکی بغل میں دبا ہوا تھا۔ ریشمی نقاب نے اسکے پورے چہرے کو چھپا لیا۔ آنکھوں کی جگہ دو سوراخ سے تھے مگر ان پر بھی باریک جالی تھی۔ سامنے کے حصے کے وسط میں سفید دھاگے سے کڑھے ہوئے دائرے میں چالیس کا ہندسہ نظر آ رہا تھا۔ جو اس سے آگے تھے وہ نشیب میں غائب ہو چکے تھے اور جو پیچھے تھے وہ اسی کی طرح کسی جگہ چھپے ہوئے اپنی اپنی صورتوں کو نقاب میں چھپا رہے تھے۔

جارج نے کچے نشیبی راستے پر اترنا شروع کیا جسکے آخر میں صرف ایک مکان تھا۔ بظاہر اس میں زندگی کی کسی علامت کا نشان نہیں ملتا تھا۔ بند دروازوں سے روشنی کی ایک کرن بھی باہر نہیں آ رہی تھی اور اندر مکمل سکوت تھا مگر جارج نے دستک دی۔ وقفے وقفے سے تین بار۔ تو دروازہ تھوڑا سا ہلا۔ "میں علی بابا کا غلام ہوں"
جارج نے آہستہ سے کہا۔ دروازہ پورا کھل گیا وہ ایک تاریک ڈیوڑھی میں کھڑا رہ گیا۔ پچھلا دروازہ بند ہو گیا تو اس نے اندر کا دروازہ کھولا اور یکلخت روشنی کی چکاچوند میں آ گیا۔ ہر روشنی کا رخ اسکی سمت تھا چنانچہ وہ اپنے سامنے کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کمرے میں ایک میز کے گرد چند کرسیاں پڑی تھیں
"نمبر ۴۰ حاضر ہے علی بابا" جارج نے کہا اور مؤدب کھڑا ہو گیا میز کی دوسری جانب اسی جیسا ایک نقاب پوش بیٹھا تھا لیکن جارج کو صرف اسکے نقاب پر کڑھا ہوا ایک نمبر نظر آ رہا تھا۔ وہ شخص جسمانی طور پر خاصا صحت مند تھا اور اس کا قد بھی چھ فٹ سے کم نہ تھا۔
"کیا حال ہے نمبر ۴۰" علی بابا نے ایک رجسٹر میں پنسل سے نشان لگاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ٹھاک یور سر" جارج نے کہا اور اشارہ پا کے ایک بغلی دروازے سے نکل گیا۔
ساتھ والا کمرہ ہال تھا جسکی دیواروں پر بڑی خوبصورت روشنیاں نصب تھیں اور چھت سے فانوس معلق تھے دیواروں پر چھت سے فرش تک پہنچنے والے بیش قیمت مخملیں پردے آویزاں تھے اور وسط میں ایک طویل میز کے گرد چالیس کرسیاں رکھی تھیں۔ ہر کرسی کی پشت پر ایک نمبر لکھا تھا۔ نمبر ایک اور ۲ کی کرسیاں میز کے دونوں آخری کناروں پر تھیں اور ان کے درمیان میز کی طوالت حائل تھی جو پچیس فٹ سے کم نہ تھی۔
اس سے متصل دوسرا ہال تھا جس میں اب موسیقی کے ریکارڈ بجنے لگے تھے۔ ساؤنڈ سسٹم جدید ترین تھا لیکن آواز مدھم تھی۔ فرش پر بیس بائیس جوڑے محو رقص تھے۔ سب کے لباس الگ تھے مگر ہر چہرہ نمبر والے نقاب میں پوشیدہ تھا ایک کونے میں لمبا سا کاؤنٹر تھا جس پر اعلیٰ ترین شراب کی بوتلیں رکھی تھیں خالی جام قطار میں پڑے تھے اور ایک بالٹی برف کے ٹکڑوں سے بھری ہوئی موجود تھی۔
جارج نے اپنے لئے ایک کاک ٹیل بنائی اور نقاب کی جالی سے رقص کرنے والوں کو دیکھنے لگا۔ سرخ اسکرٹ میں ایک

لڑکی اندر آئی تو وہ بھی رقص میں شامل ہو گیا۔ اس کے نقاب پر ۱۴ نمبر دیکھ کر جارج کو تھوڑی سی کوفت ہوئی کیونکہ وہ تھوڑا سا توہم پرست تھا لیکن نمبر ۱۴ کی آنکھیں بڑی خوبصورت تھیں اور جسم کی دلکشی لباس سے عیاں تھی مگر چہرے کا حسن اس منحوس نقاب کی نذر ہو گیا تھا۔ وہ اس سے پہلے کبھی نہیں ملا تھا۔

ریکارڈ اچانک رک گیا۔ رقص کرنے والوں کے قدم بھی رک گئے اور نگاہیں ایک دروازے کی طرف اٹھ گئیں۔ علی بابا اور مرجینا دروازے میں کھڑے تھے۔ مرجینا کے بارے میں صرف تصور کیا جا سکتا تھا کہ اس کا حسن قیامت ہو گا۔ اس کے بدن کے قاتل خطوط اور شانوں سے نیچے عریاں بازوؤں کا گلابی رنگ اور جلد کی شفاف مخملی چمک گواہی دیتے تھے کہ اس کی صورت بھی قیامت ہو گی۔ پہلو بہ پہلو وہ دونوں یوں لگتے تھے جیسے ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں۔

"خواتین و حضرات" علی بابا نے کہا۔ "سوسائٹی کے سب ارکان کو یکجا دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوتی ہے لیکن آج میرے لئے افسوس کی بات یہ ہے کہ دو رکن موجود نہیں۔ نمبر ۱۵ اور نمبر ۳۸ ایک جلسے کے لئے ہال میں موجود لوگ خوف اور دہشت سے پتھر کے بت بن گئے۔

"وہ ناگزیر وجوہ کی بنا پر پولیس کے ہاتھ پڑ گئے تھے۔ پولیس یقیناً ان پر تشدد کرتی اور ان سے سوسائٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی۔ انہیں قید و بند کے عذاب سے بچانے کے لئے اور حفظ ماتقدم کے طور پر مجھے ان کی زبان بندی کا انتظام کرنا پڑا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اب خطرے کی کوئی بات نہیں" علی بابا نے کہا۔

سناٹا اور گہرا ہو گیا۔ رقص کرنے والے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے علی بابا پر نظریں جمائے کھڑے رہے۔

"میں نے ان دو بہادر جاں نثاروں کے وارثوں کی گزر اوقات کے لئے معقول انتظام کر دیا ہے۔ سوسائٹی کی روایات کے مطابق انہیں اتنا سرمایہ فراہم کر دیا جائے گا کہ نقص کی صورت میں یا بونڈز کی شکل میں۔ کہ انہیں تاحیات کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے اور ان کی مستقل آمدنی کا سلسلہ ختم نہ ہونے پائے۔ ۴ نمبر اور ۳۰ نمبر بعد میں مجھ سے مل لیں۔ شکریہ" علی بابا اور مرجینا پردے کے پیچھے غائب ہو گئے۔

موسیقی پھر شروع ہو گئی۔ آہستہ آہستہ رقص کرنے والوں کے ساکت جسم متحرک ہوئے۔ کسی نے کچھ نہیں کہا اور اس بوجھل سکوت میں اعصاب کو متاثر کرنے والی موسیقی کی لے پر قدم میکانکی انداز میں اٹھتے رہے۔ ہاتھ غیر جذباتی انداز میں ہم رقص کو تھامے رہے اور جسم اتصال کے باوجود سرد رہے۔ ان سب کے ذہن ایک دوسرے سے خاموشی کی زبان میں ایک ہی سوال کر رہے تھے۔ وہ کون تھے؟ کیسے پکڑے گئے؟ کیسے مارے گئے؟

"تمہیں کچھ معلوم ہے" جارج کی ہم رقص سرخ اسکرٹ والی لڑکی نے اچانک سرگوشی میں کہا۔

"نہیں" جارج نے کہا۔ "یہ باتیں صرف علی بابا تک محدود رہتی ہیں۔ مگر تم کانپ کیوں رہی ہو؟"

"میں.... مجھے.... مجھے ڈر لگ رہا ہے.... میں نئی رکن ہوں...." لڑکی بولی۔ "کیا.... کیا کسی دن میرے یا تمہارے بارے میں بھی اسی قسم کی اطلاع دی جائے گی.... اور یہ سب اسی بے حسی کے ساتھ سن لیں گے۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں"

"۱۴ نمبر۔ اس میں شبہے کی قطعی گنجائش نہیں۔ سوسائٹی کی روایات یہی ہیں" جارج نے کہا۔ "ہم صرف اعداد ہیں"

کسی نے جارج کے کندھے پر تھپکی "نمبر ۴۰۔ باتیں کرنا خلاف ضابطہ ہے۔ علی بابا سن رہا ہو گا" ۱۴ نمبر کا جسم جارج کے ہاتھوں میں لرزا۔ جارج نے اپنی گرفت کو سخت کر لیا اور خاموشی سے رقص کرنے لگا۔ ریکارڈ پھر درمیان میں رک گیا اور جارج کو اسی دروازے میں علی بابا اور مرجینا نظر آئے۔

"خواتین و حضرات" علی بابا کی آواز گونجی۔ "ابھی میں نے سوسائٹی کے دو ارکان کی گرفتاری کا ذکر کرتے ہوئے ناگزیر وجوہ کا حوالہ دیا تھا۔ اب میں آپ کو وجوہ بتاتا ہوں۔ وہ بڑے تجربہ کار اور دلیر رکن تھے اور یہ مشن بہت معمولی تھا لیکن ہم میں سے ایک نے مخبری کر دی۔ وہ غدار بھی اس وقت ہم میں موجود ہے اور وہ رکن بھی جو اس غدار کو سوسائٹی میں لانے کا ذمہ دار تھا۔ میں ان دونوں کا پتا لگا چکا ہوں"

دبی دبی آوازوں کا ملا جلا شور ہال میں مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح گونجا۔ نقابوں کے اندر سے ساری آنکھوں نے مشتبہ خوفزدہ انداز میں دوسرے چہروں کی نقاب کو دیکھا جس نے اصل مجرم پر اس اعلان کے ردعمل کو بھی چھپا لیا تھا۔ اگر اس کا رنگ اڑ گیا تھا یا اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے تو کسی کی نگاہ یہ تبدیلی محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ ہال میں موجود افراد کے دل جیسے دھڑکنا بھول گئے تھے۔

"نمبر ۲۱" علی بابا نے گرج کر کہا۔ "آگے آجاؤ" مجمع سے ایک شخص آگے نکلا۔ اس کے نقاب پر ۲۱ نمبر تھا۔

"میں.... ۲۱ نمبر نے فریاد کے انداز میں چلا کر کہا۔ "میں

نے کچھ نہیں کیا۔ خدا کی قسم میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ میں بے قصور ہوں۔"

"بکواس بند کرو۔" علی بابا نے کہا۔ "تم بھی اس غدار کے ضامن بنے تھے۔ نمبر ۴۔" علی بابا نے جارج کی طرف انگلی اٹھا کے کہا۔ "غدار۔ تم بھی آگے آجاؤ۔"

جارج نے سرخ اسکرٹ والی کا ہاتھ آہستہ سے دبایا اور اطمینان سے علی بابا کے سامنے جا کھڑا ہوا اس نے دیکھا کہ جوک کا خوف سے برا حال ہے۔ اسکی صورت تو نظر نہیں آرہی تھی لیکن وہ کانپ رہا تھا۔ میں نے اسکے بارے میں اچھی طرح معلوم کر لیا تھا۔ خدا گواہ ہے سر۔" جوک نے کہا۔ "کوئی غلط بات نہیں تھی۔"

"شٹ اپ۔ جھوٹ سچ کا ابھی پتا چل جاتا ہے۔ نمبر ۴ کیا تمہارا نام جارج ہے۔" علی بابا نے کہا۔

"نہیں۔" جارج نے سکون سے کہا۔ "میرا اصل نام لارڈ پیٹر ڈیمس ہے۔"

"تمہارے بارے میں یہ مشہور کیا گیا تھا کہ تم ٹانگانیکا میں شیر کا شکار کھیلتے ہوئے مارے گئے۔"

"ہاں میرا اسٹلر جارج عرصے سے افریقہ میں تھا۔ اور اسے دو سال قبل شیر نے کھا لیا تھا۔ میں نے اس موقعے سے فائدہ اٹھایا اور خود جارج بن گیا۔ اس کا حلیہ بنا لیا۔ اسکے فلیٹ میں رہنے لگا اور اسکے بارے میں اتنی معلومات حاصل کر لیں کہ مجھے کوئی خطرہ نہیں رہا۔"

"ڈچس آف ڈینور کا نیکلس چرانے میں تم نے جو مدد کی تھی وہ سازش تھی۔" علی بابا نے اسے گھور کر دیکھا۔

"ظاہر ہے۔" جارج نے بے خوفی سے کہا۔ "اور ڈیوک آف ڈینور کے سونے کے ظروف بھی میری ہی مدد سے حاصل ہوئے تھے۔ وہ میرا بھائی ہے۔ آپ کو معلوم ہی ہوگا۔"

ہال میں موجود لوگ یہ گفتگو یوں سن رہے تھے جیسے اسٹیج پر کوئی ڈرامہ چل رہا ہے۔

"نمبر ۲۲۔" علی بابا نے چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد کہا۔ "تم نے مجرم کی نگرانی کی تھی۔"

"یس سر۔" ۲۲ نمبر نے آگے آتے ہوئے کہا۔ "میں نے اسکی ڈاک میں آنے والے تمام خطوط کی نقلیں آپ کو فراہم کر دی تھیں۔ سارے پارسل کھول کر دیکھے تھے۔ ٹیلی فون ٹیپ کئے تھے۔ چھ مہینے تک سائے کی طرح اسکے ساتھ رہا تھا اور اسکے ملنے جلنے والوں کے بارے میں تحقیقات کی تھیں۔ اسکے فلیٹ میں خفیہ مائکروفون لگا کے گفتگو سنی تھی۔ فلیٹ کی تلاشی لی تھی کہ اسکے پاس کوئی ٹرانسمیٹر وغیرہ تو نہیں۔ مجھے کوئی بات مشتبہ نظر نہیں آئی۔ مجرم نے کسی غلط آدمی سے رابطہ قائم نہیں کیا کوئی پیغام نہیں بھیجا اور کوئی غلط حرکت نہیں کی۔"

"نمبر ۴۔ کیا یہ درست ہے۔" علی بابا نے کہا۔ "اقرار جرم تو تم کر چکے ہو۔ اب سچ بولنے سے تمہیں فائدہ ہو سکتا ہے۔"

"میں نے جو کچھ کیا اپنی ذمہ داری پر اکیلے کیا۔ اسکی خبر کسی کو نہیں۔"

"خوب۔" علی بابا نے سوچتے ہوئے کہا۔ "اس کا مطلب ہے ہمیں تمہارے بھائی اور تمہاری ماں کی زبان بھی بند کرنی پڑے گی۔ تمہارا ایک نوکر تھا لارڈ ڈیمس۔ کیا نام ہے اس کا۔ بنٹر۔ اس کا بھی بندوبست کرنا ہوگا۔ اور اسکاٹ لینڈ یارڈ میں تمہارے دوست پارکر کو بھی ٹھکانے لگانا ہوگا۔ اگر سازش میں یہ سب شریک تھے تو ہم انہیں زندہ چھوڑنے کا خطرہ مول کیسے لے سکتے ہیں۔"

"نمبر ایک۔" جارج نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ "میری ماں کا اور بھائی کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔"

"سگریٹ بجھا دو بدتمیز۔" مرجینا نے پہلی بار زبان کھولی جارج نے اسکی بات کو سنکر نظر انداز کر دیا۔ علی بابا نے دو افراد کو اشارہ کیا۔ "اس بدبخت کو لے جاؤ اور ۴ نمبر سزا دو۔"

"ایک منٹ۔" جارج نے کہا۔ "میں چاہتا ہوں مجھے میری ماں اور بھائی کے بارے میں ضمانت دی جائے کہ۔۔۔"

"غداروں کو اور مجرموں کو کسی رعایت کا حق نہیں ۔۔۔ یہ تمہیں ارتکاب جرم سے قبل سوچنا چاہئے تھا۔" علی بابا نے کہا۔

"میں نے سب کچھ سوچ کر قدم اٹھایا تھا۔ نمبر ایک۔ میں تم سے سودا کرنا چاہتا ہوں۔" جارج نے کہا۔

"سودا۔؟" علی بابا نے برہمی سے کہا۔ "کیسا سودا۔؟ میں نے آج تک کسی غدار سے سودا نہیں کیا۔"

"لیکن یہ سودا تمہیں کرنا پڑے گا۔ میں یہاں آنے سے پہلے پورا بندوبست کرکے آیا تھا۔" جارج نے کہا۔ "تم مجھے مار نہیں سکتے۔ میں نے ایک نہیں تین افراد کو مطلع کر دیا تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں اور اگر میں واپس نہ آؤں تو انہیں کیا کرنا ہے۔"

"یہ غلط ہے۔" نمبر ۲۲ نے کہا جو اسکی نگرانی پر مامور تھا "نمبر ۴ دھوکہ دے کر جان بچانے کی فکر میں ہے۔"

"میرے پاس سوسائٹی کے ہر ممبر کا نام پتا اور تصویر بلکہ فنگر پرنٹ تک محفوظ ہیں" جارج نے دھمکی دینے کے انداز میں کہا۔

"یہ غلط ہے۔ ہم نے تمہارے کمرے کی بار ہا تلاشی لی ہے۔ ایک سیف میں چند کاغذات ایسے ضرور ہیں جن میں تنظیم کے بارے میں کچھ یادداشتیں اور اس کے سرانجام دیئے ہوئے کارناموں کی تفصیل ہے اس گھر کا پتا ہے اور ایک فائل میں وہ خط و کتابت بھی ہے جو سوسائٹی نے مجرم سے کی لیکن ان سے کچھ ثابت نہیں ہوتا سارے خطوط سادہ کاغذ پر ٹائپ میں ہیں اور ان پر کسی کا نام پتا یا دستخط نہیں۔ ہیڈ کوارٹر تو ہم صبح ہونے سے پہلے بدل سکتے ہیں" نمبر ۲۲ نے کہا۔

جارج بڑے معنی خیز انداز میں مسکرایا "اس سیف کی عقبی دیوار سے گذر کر دیکھا تم نے ؟"

"کیا مطلب۔؟ کیا سیف کے پیچھے کوئی اور سیف ہے ؟" علی بابا نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ہاں۔ وہ عقبی دیوار ہی اس سیف کا دروازہ ہے اور جو کچھ ہے وہ اس اندر والے خانے میں ہے" جارج نے کہا۔

"نمبر ۲۲" علی بابا نے کہا "کیا تم نے اندر والا سیف دیکھا تھا"

"نہیں۔" نمبر ۲۲ نے اپنا حلق تر کرنے کے لئے تھوک نگلا "مجھے یقین ہے سیف کے اندر کوئی سیف نہیں"

علی بابا نے اچانک ریوالور نکال لیا۔ مجمع جارج کے پیچھے ساکت کھڑا خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ سب کچھ تمہیں کہاں سے ملا" بالآخر علی بابا نے کہا "اور تمہارے پاس اپنی بات کی صداقت کا کیا ثبوت ہے ؟"

"شاید تمہیں معلوم ہوگا کہ اس سے قبل بھی میں نے بہت سے جرائم کا سراغ لگانے میں پولیس کی مدد کی ہے۔ میں نے جاسوسی کے کام کا آغاز سوسائٹی کا رکن بنتے ہی شروع کر دیا تھا۔ ثبوت اگر تم چاہتے ہو تو میں اسی وقت چند افراد کے نام اور پتوں کا اعلان کر سکتا ہوں" جارج نے کہا "مثلاً نمبر۔۔۔۔۔"

جارج کی بات مکمل ہونے سے قبل مجمع سے احتجاجی قسم کا شور اٹھا "ٹھہرو" علی بابا نے ہاتھ اٹھا کر کہا "نام لینا ضابطے کے خلاف ہی نہیں جرم کے مترادف ہے۔ میرے ساتھ آؤ" جارج نے جیب میں ریوالور کی موجودگی کا یقین کیا پھر علی بابا اور مرجینا کے ہمراہ پردے کے پیچھے غائب ہو گیا۔

بیس منٹ بعد علی بابا اور مرجینا کے ہمراہ چالیسواں چور برآمد ہوا۔ یہ وقفہ باقی چوروں نے خوف اور اندیشوں میں مبتلا رہ کر دبی دبی سرگوشیاں کرتے گذارا تھا۔ ہر ذہن میں ایک ہی سوال تھا۔ اگر نمبر ۴۰ کی بات درست ہوئی تو کیا ہوگا۔؟ تحفظ کا وہ احساس جو سوسائٹی کے نام سے اور علی بابا سے وابستہ تھا یکلخت مفقود ہو گیا تھا اور انہیں اپنا انجام سامنے نظر آ رہا تھا۔

"خواتین و حضرات" علی بابا نے اپنی آواز کا اعتماد برقرار رکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا "نمبر ۴۰ کی بات غلط نہیں ہے۔ اس نے مجھے کم سے کم درجن بھر افراد کے نام اور پتے اپنی یادداشت کی مدد سے بتا دیتے ہیں۔ یہ صورتحال انتہائی سنگین ہے۔ مجرم نے آپ سب کا تعاقب کیا اور آپ کو معلوم نہ ہو سکا۔ وہ آپ کے گھروں میں گھس کر آپ کے فنگر پرنٹس تک لے آیا۔ اس نے آپ سب کی تصاویر حاصل کر لیں اور آپ سب لاعلم رہے۔ اب ہمارے لئے مجرم سے سودا کئے بنا چارہ نہیں"

"مجرم کیا چاہتا ہے۔؟" کسی ممبر نے بلند آواز میں کہا۔

"مجرم کو سزائے موت قبول ہے لیکن وہ چار نمبر طریقے سے مرنے کی بجائے پانچ نمبر طریقے سے مرنا چاہتا ہے۔ یعنی طویل عذاب کی کربناک موت کے عوض پوٹاشیم سائنائڈ کے زہر سے فوری موت مانگتا ہے۔ اور اس احسان کے بدلے وہ اندر والے سیف کو کھولنے کا طریقہ بتانے پر تیار ہے۔ اگر وہ چالیس فائلیں ہمیں ملجائیں جس میں مجرم نے تمام تفصیلات اکٹھی کی ہیں تو ہم سب بچ سکتے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر بدلنا تو کوئی مشکل کام نہیں" علی بابا نے کہا۔

"مجرم کی بات مان لی جائے"

"یہ ہم سب کی زندگی کا سوال ہے۔ مطالبہ قبول کر لیا جائے"

"سودا کر لیا جائے" ملی جلی آوازوں کا شور بلند ہوا۔

"ہم یہ سودا کرنے کو تیار ہیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ان پر آنچ نہ آئے گی"

"کیا میں تمہارے وعدے پر یقین کر سکتا ہوں۔؟ یہ تو نہیں ہوگا کہ تم منحرف ہو جاؤ" جارج نے کہا۔

"ہم اصول پرست لوگ ہیں۔ زبان سے جو عہد کرتے ہیں جان دے کر بھی پورا کرتے ہیں" مرجینا نے مداخلت کی۔

"ٹھیک ہے" جارج نے کہا "مجھے ایک کاغذ اور قلم فراہم کیا جائے۔ میں اندر والے سیف کے قفل کے نمبروں کی ترتیب بتا دیتا ہوں۔ اس میں دہرا قفل ہے۔ ایک چند حروف سے اور دوسرا مخصوص اعداد سے کھلتا ہے"

علی بابا کے اشارے پر جارج کو مطلوبہ اشیاء فراہم کر دی

گئیں اور اس نے کاغذ پر ایک لفظ اور ایک عدد لکھ دیا: اگر تمہارے گھر جا کے فائلیں لانے والا گرفتار ہو گیا تو؟ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہاں پولیس پہلے سے موجود نہ ہو گی یا اسکے پہنچتے ہی نہیں آجائیگی؟" علی بابا نے پوچھا۔

"اس وعدہ خلافی سے نقصان کسے ہوگا۔؟" جارج نے کہا۔ "مجھے - اور میرے بھائی کو اور میری ماں کو۔ اور اگر ہم نے ایک دوسرے کی زبان پر اعتماد نہ کیا تو دونوں گھاٹے میں رہیں گے۔ پولیس تاخیر کی صورت میں یہاں بھی پہنچ جائے گی۔ یا بعد میں ایک ایک کر کے سب کو گرفتار کرے گی۔"

"نمبر ۱۱ اور نمبر ۱۲" علی بابا نے کہا: "تم دونوں اسی وقت۔"

"نہیں جناب..." نمبر ۱ نے آگے آتے ہوئے کہا: "یہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔"

"کیا تم تعمیل سے انکار کر رہے ہو؟" علی بابا نے غرا کر کہا۔

"نہیں... دراصل میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان چالیس ڈبوں میں جو کچھ ہے وہ کسی عام ممبر کے ہاتھ نہیں پڑنا چاہئے۔ وہ ممبر بھی تو سوسائٹی کو بلیک میل کر سکتا ہے۔"

"اور چاہے تو سب کی انتول بھی رکھ سکتا ہے۔" نمبر ۱۲ نے بھی جرأت کرتے ہوئے آگے آ کر کہا۔

"کیا نمبر ۳ کی طرح نمبر ۱۱ اور ۱۲ غداری نہیں کر سکتے؟" ایک طویل قامت ممبر نے جس کا نمبر ۳۲ تھا کہا۔

"ہم نہیں جانتے نمبر ۱۱ کون ہے اور نمبر ۱۲ کون ہے۔" ایک لڑکی نے کہا: "ہم سب ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں۔ ہم کسی پر کیسے بھروسہ کر سکتے ہیں۔"

"ہم سب صرف اس پر بھروسہ کر سکتے ہیں جو ہم سب کو جانتا ہے۔" کسی نے پیچھے سے کہا۔

"یہ کام ذمہ داری کا ہے اور نمبر ایک ہم سب کی سلامتی کا ذمہ دار ہے۔" کسی نے چیخ کر کہا۔

"شٹ اپ" مرجینا کی تیز آواز سنائی دی: "نمبر ایک پر سوسائٹی کے وجود کا انحصار ہے۔"

"وہ سوسائٹی کے لئے حکم چلانے کے سوا کونسی خدمت سرانجام دیتا ہے۔" طویل قامت نمبر ۳۲ نے کہا۔ "سارے خطرات ہم مول لیتے ہیں۔ پکڑے ہم جاتے ہیں۔ مرتے ہم ہیں۔"

"نمبر ایک نے آجتک کچھ نہیں کیا۔" ایک اور ممبر بولا: "کیا وہ صرف حصے بانٹنے اور حصہ بٹانے کے لئے نمبر ایک ہے۔" سارا مجمع جیسے بغاوت کے ہسٹریا میں مبتلا ہو رہا تھا۔

"آل رائٹ" نمبر ایک نے ہاتھ اٹھا کر کہا: "آپ میں سے کون کون چاہتا ہے کہ یہ کام میں کروں۔" بیک وقت سارے ہاتھ اٹھ گئے۔ سوائے ایک ہاتھ کے - یہ ہاتھ نمبر ۲ کا تھا وہ دہشت زدہ نظروں سے ان سب کو دیکھ رہی تھی جو آجتک نمبر ایک کے سامنے بات کرتے ہوئے لرزتے تھے۔ خوف کی انتہا نے ان سے ادب آداب اور ضابطوں کا احترام چھین لیا تھا۔ "پلیز" اس نے نمبر ایک کا بازو تھامتے ہوئے سرگوشی کی: "ان کی مت سنو۔ یہ پاگل ہو رہے ہیں۔"

"ہم پاگل ہیں؟" کسی نے آواز بلند کہا: "یا نمبر ایک بزدل ہے۔ اسے اپنی جان ہم سے زیادہ عزیز ہے۔"

"بکواس بند کرو" علی بابا نے چیخ کر کہا اور ریوالور نکال لیا: "نمبر ۲ کا کہنا غلط نہیں ہے۔ سوسائٹی کو کون چلائیگا۔؟"

"ہماری بیویاں بھی ہم سے یہی کہتی ہیں" ایک ممبر نے بے خوفی سے کہا: "ہم نہ ہوئے تو ہمارے گھروں کا نظام کون چلائے گا۔"

"کیا نمبر ۲ کو ہماری بیویوں کی نسبت تم سے زیادہ محبت ہے۔" جارج کی پارٹنر نمبر ۱۲ نے کہا۔

"خواتین و حضرات" جارج نے ہاتھ اٹھا کر کہا: "کہنا آپ کا بھی درست ہے اور نمبر ۲ کا بھی۔ چنانچہ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ یہ ذمہ داری نمبر ۲ کے سپرد کی جائے۔ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے" مجمع نے ایک ساتھ اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔ جارج نے علی بابا اور مرجینا کی طرف دیکھا۔

"میں اس تجویز کو نامنظور کرتا ہوں" علی بابا نے کہا۔ "یہ کام میں خود کروں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ میری غیر موجودگی میں تمام احکامات نمبر ۲ کی طرف سے صادر ہوں گے۔" پھر وہ پلٹا اور مجمع کو خاموش چھوڑ کر نکل گیا۔

♥♥♥♥♥♥

"نمبر ۴" مرجینا نے کہا: "نمبر ایک کو گئے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ ہو چکا ہے۔ وہ ابتک واپس کیوں نہیں آیا۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں میڈم" جارج نے سگرٹ کا کش لیتے ہوئے کہا۔ وہ سب ایک طویل میز کے گرد بیٹھے تھے اور ان سب نقاب پوش چہروں میں صرف جارج کا چہرہ سامنے تھا۔ تمام نگاہیں اس پر مرتکز تھیں۔ نمبر ایک کی کرسی پر مرجینا آٹومیٹک ریوالور لئے بیٹھی تھی اور مخالف کونے پر جہاں پہلے مرجینا تھی وہاں اب جارج بیٹھا تھا۔

"تم ایسے نہیں بتاؤ گے۔ نمبر ۱۰۔ زبان کھولنے کا سامان لاؤ" مرجینا نے حکم دیا۔ ایک شخص اٹھ کر پردے کے پیچھے غائب

ہوگیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو سولڈر آئرن تھے۔ بجلی سے دہکنے والی لوہے کی سلاخیں۔ ایک شکنجہ سا تھا جسے جارج نے فوراً پہچان لیا کہ اس میں جسم کے کس حصّے کو دبایا جاتا ہے۔ دوسری بار وہ کچھ اور چیزیں لایا۔ تشدد کے یہ تمام آلات انکے دیکھے بھالے تھے۔ "میڈم" جارج نے کہا۔ "یہ اہتمام بے مقصد ہے۔ یہاں بیٹھ کر میں صرف قیاس کی مدد سے آپ کو بتا سکتا ہوں کہ نمبر ایک پر کیا بیتی ہوگی۔ ممکن ہے وہ سیف میں بند ہوگئے ہوں"

"کیا۔" مرجینا چیخ کر بولی "دھوکے باز۔ فریبی۔ اگر تم نے عمداً یہ انتظام کیا تھا تو سمجھ لو میں خود تمہیں اور تمہارے سارے خاندان کو کتے کی موت مار دوں گی"

"آپ ذرا صبر و تحمل سے کام لیں میڈم۔ اور اس ریوالور کو نیچے رکھدیں۔ گولی اگر غلطی سے بھی چل گئی تو میں مارا جاؤں گا اور پھر نمبر ایک رہائی ناممکن ہوگی" جارج نے متاثر ہوئے بغیر کہا "میں کچھ کہنا چاہتا ہوں" آہستہ آہستہ مرجینا کا ہاتھ نیچے آیا۔ پھر اس نے ریوالور اپنے سامنے میز پر رکھدیا۔ "کہنا مجھے یہ ہے کہ نمبر ایک اپنی غلطی سے بھی اندر بند ہو سکتے ہیں۔ یہ سیف جدید ترین فنی مہارت کا نمونہ ہے۔ سیف کا اندر والا دروازہ تو ان حروف اور اعداد کی ترتیب سے یقیناً کھل گیا ہوگا جو میں نے علی بابا کو بتائی تھی لیکن فرض کیجئے علی بابا نے سیف کے اندر داخل ہونے کے بعد باہر والا دروازہ بند کردیا۔ محض اس خیال سے کہ کوئی اندر نہ آجائے یا غیر شعوری طور پر۔ تو ایسی صورت میں وہ باہر نہ نکل سکیں گے۔ دروازہ مقفل ہوچکا ہوگا۔ باہر والا دروازہ میں عمداً کھلا چھوڑ آیا تھا تاکہ پولیس اندر داخل ہوسکے۔ اندر والے دروازے کا قفل کھولنے کا طریقہ انہیں معلوم ہے" جارج نے کہا۔ "لیکن باہر کا دروازہ کسی چابی سے نہیں کھلتا"

"باہر کا دروازہ پھر کیسے کھلتا ہے" مرجینا نے آواز کے خوف کو چھپانے کی کوشش کی۔

"جیسے علی بابا کے غار کا دروازہ کھلتا تھا۔ نمبر ۲ کو بھی یہ دروازہ کھلا ہوا ہی ملا تھا۔ اس وقت میں اندر والے حصے میں تھا" جارج نے کہا۔ "اگر باہر کا دروازہ بند ہو تو کھل جا سم سم کہنے سے کھل جاتا ہے"

"یہ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ یہاں سے کسی کو بھی بھیجا جاسکتا ہے.... یا.... میں خود جا سکتی ہوں" مرجینا بولی۔

"یہ بہت مشکل کام ہے میڈم مرجینا۔ یہ قفل بنانے والے بیسویں صدی کے ذہین ترین لوگ تھے۔ دین اینڈ فنشٹ، کمپنی کے الیکٹرانک انجینئرز۔ انہوں نے قفل کو آواز کی لہروں کی مخصوص فریکوئنسی پر سیٹ کیا ہے اور یہ فریکوئنسی میری اپنی آواز کی ہے۔ شاید یہ بات آپکے علم میں ہوگی کہ دنیا کے دو افراد کی آواز کی فریکوئنسی بھی فنگر پرنٹ کی طرح ایک نہیں۔ چنانچہ صرف میرے کھل جا سم سم کہنے سے قفل کھلے گا ورنہ تا قیامت نہیں کھلے گا۔ خود میری آواز بھی بعض اوقات زکام کے باعث بدل جاتی ہے تو قفل نہیں کھلتا اور میں اگر آواز بدل کر بولوں تب بھی یہی ہوتا ہے۔ کبھی کبھی تو مجھے یہی جملہ سو سو بار دہرانا پڑجاتا ہے"

"تم فراڈ ہو نمبر ۴۔ تم نے نمبر ایک کو یرغمال بنا کر ہم سب کو بے بس کردیا ہے" مرجینا نے شکست خوردہ لہجے

ایک سپاس نامے سے اقتباس :

"عیسائی بڑی بوڑھیاں کہتی ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ایک فرشتہ جو اسکی دیکھ بھال اور حفاظت پر مامور ہوتا ہے، اسے بوسہ دیتا ہے۔ اگر فرشتہ بچے کے ماتھے پر بوسہ دے تو سمجھا جاتا ہے کہ وہ بہت بڑا عالم بنے گا۔ اگر اس کے ہاتھوں پر بوسہ دے تو کہا جاتا ہے کہ وہ بہت بڑا مصور یا موسیقار بنے گا۔ اگر اس کے ہونٹوں پر بوسہ دے تو وہ بہت بڑا مقرر یا گلوکار بنے گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے معزز صدر کو فرشتے نے کہاں بوسہ دیا تھا، مگر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ کرسی صدارت پر خوب جچتے ہیں ـــ !"

میں کہا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں میڈم" جارج نے کہا۔ "اندر والا غار چھ فٹ اونچا ڈھائی فٹ چوڑا اور ڈیڑھ فٹ گہرا ہے میرا قد لوئے چھ فٹ ہونے کی وجہ سے مجھے اندر جانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن نمبر ایک کا قد ساڑھے چھ فٹ ہے وہ بیٹھ بھی نہیں سکتے اور کھڑے بھی نہیں رہ سکتے۔ وہ خاصی مشکل میں ہوں گے۔"

"تم .... تم بکواس کر رہے ہو .... یہ سب جھوٹ ہے۔" نمبر ۲ نے اپنے خوف کو چھپاتے ہوئے کہا۔ "تم مجھے خوفزدہ کرنا چاہتے ہو اور زیادہ وقت گذارنا چاہتے ہو تاکہ پولیس یہاں پہنچ جائے۔ نمبر ۱۱، ۱۲، ۱۷ .... اس بدبخت کو لے جاؤ۔ اس کی ہڈیاں توڑ دو۔ اسے بھٹی میں ڈال دو۔" تین افراد بڑی پھرتی سے اٹھے۔ وہ تینوں جارج کے مقابلے میں بہت طاقتور تھے۔

"میڈم مرجینا۔" جارج نے ان کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "مجھے صرف ایک بار قتل کیا جا سکتا ہے لیکن میرے ... [illegible] غار میں تڑپ تڑپ کر مرنے سے ... صبح تک میں واپس نہ پہنچا تو پولیس ... حصے میں آپ سب کے لئے اس سیف ...

... بس کرو" مرجینا چلائی۔ "یہ بتاؤ ... ہے اس پنجرے میں۔"

... میرا مطلب ہے اس نے سیف ... بلا وجہ طاقت صرف نہ کی اور چیخ لیا۔ ... ملے گا۔ تیز رفتاری سے سانس لینے ... خرچ ہوتی ہے۔" جارج نے کہا۔

"نمبر ۲" مرجینا نے کہا۔ "کیا یہ شخص ٹھیک کہہ رہا ہے کیا واقعی ایسے قفل بن سکتے ہیں۔ تم نے تو ہر طرح کے قفل دیکھے ہیں۔ کیا قفل بھی اتنا مضبوط اور اتنا حساس ہو سکتا ہے کہ آواز کا فرق محسوس کرلے۔"

"یس میڈم۔" نمبر ۲ نے کہا۔ "آجکل کے سائنسی دور میں انتہائی حساس قفل بنانا معمولی بات ہے۔"

"نمبر ۱" مرجینا نے کسی فوری خیال کے تحت کہا۔ "اس دغاباز کی آواز ریکارڈ کرلو۔ اس کے حلق سے وہ الفاظ نکلواؤ جو قفل کھولتے ہیں اور یہ ٹیپ لے کر فوراً چلے جاؤ۔"

جارج مسکرایا۔ "میڈم۔ آپ کی معلومات انتہائی ناقص ہیں۔ دنیا کا کوئی جدید ترین نظام کسی بھی آواز کی ہو بہو کوئی کو ریکارڈ نہیں کر سکتا۔ اور کوئی اعلیٰ ترین ساؤنڈ سسٹم اس آواز کو اصل آواز کی طرح نہیں سنا سکتا۔ قدرت کے تخلیق کردہ سماعت کے نظام کا مقابلہ انسانی ذہن کا تخلیق کردہ نظام نہیں کر سکتا۔ کیا آپ نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ ٹیلی فون پر اور ریڈیو پر اور لاؤڈ اسپیکر پر آواز مختلف سنائی دیتی ہے۔" یہ سنکر مرجینا نے بے بسی سے نمبر ۲ کی طرف دیکھا۔ اس نے تائید میں سر ہلایا۔ "خدا کے لئے جاؤ۔" مرجینا چلائی۔ "جاؤ اور اسے نکال کے لاؤ۔ دیر مت کرو۔" پھر اس نے دو افراد کی طرف اشارہ کیا۔ "مشین گن لے کر اس شیطان کا تعاقب کرو۔"

"نہیں میڈم۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ "اگر نمبر ایک قید ہو چکے ہیں تو ہمارے جانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔"

"ہم اس شخص کی کسی بات پر اعتبار نہیں کر سکتے۔" دوسرے نے کہا۔ "شاید وہاں پولیس ہمیں اپنی منتظر ملے۔"

"ہمارے لئے اب اپنی اپنی جان خود بچانے کے سوا چارہ نہیں۔" تیسرا بولا۔

"ہمیں یہاں سے جلد از جلد رخصت ہو جانا چاہئے۔" چوتھے نے کہا۔

"مگر جانے سے قبل ہمیں پولیس کے لئے کچھ نہیں چھوڑنا چاہئے۔" پانچواں بولا۔

"ہر چیز کو آگ لگا کر تباہ کر دو۔" بیک وقت تین افراد نے اٹھ کر کہا۔ "اس غدار کو قتل کر دو۔"

"ٹھہرو۔" مرجینا چلائی۔ "کیا تمہیں نمبر ایک کی بالکل فکر نہیں۔ اسے کون بچائے گا۔ تم لوگ ایسے نہیں جا سکتے۔" اس نے اچانک اپنے سامنے پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا لیکن اس کے قریب کی کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص نے بڑی پھرتی سے اسکی

آج لنچ میں مجھے دو پادریوں کے تکے درکار ہیں!

کلائی تھام لی۔ اس نے کلائی چھڑانے کے لئے زور لگایا مگر گرفت بہت سخت تھی۔ ریوالور ایک جھٹکے سے میز پر لگا اور گولی چل گئی۔ چھت سے معلق فانوس پاش پاش ہوگیا اور شیشے کے ٹکڑے ہر طرف بکھر گئے اسکے ساتھ ہی دیوار پر لگی ہوئی روشنیاں بجھ گئیں افراتفری اور ہڑبونگ میں کرسیاں الٹنے کی اور سامان کے گرنے اور ٹوٹنے کی۔ عورتوں کی چیخوں کی اور مردوں کے گالیاں بکنے کی اور بھاگنے والوں کے ٹکرانے اور گرنے کی آوازیں شامل ہوگئیں۔ صرف جارج تھا جس نے اندھیرے کے باوجود مرجینا کو

... تھا اور اب اس کا ایک ... کھڑا تھا۔ مزاحمت کی ... جینا نے خود کو تقدیر کے حوالے کردیا ... اسکے ذہن کو ماؤف کر رکھا ... کا شیرازہ بکھر گیا تھا لیکن ... لارڈ ڈیمس... اس ... اسے بچالو... ... جارج ہنسا — ... ہیں" ... "ہم سب کون ہیں؟"

بس جو ... ابھی کچھ دیر

میں پولیس ان سب کو پکڑ لے گی۔ اتنی دیر میں لائٹ بھی آجائے گی۔ میں نے ٹائم فیوز لگایا تھا" جارج نے کہا۔

"لیکن.... لیکن جارج.... میرا مطلب ہے لارڈ ڈیمس۔ میرے شوہر کا کیا ہوگا۔ وہ دم گھٹ کر نہ مرجائے"

"پولیس کی حفاظت میں کوئی دم گھٹ کر نہیں مرتا میڈم۔ وہ پولیس کے ساتھ ہی آئے گا۔ بلکہ آچکا ہوگا" جارج نے کہا۔ "راستہ تو معلوم تھا پولیس کو مگر جلوس کی قیادت نمبر ایک ہی کرے گا"

"تم نے.... تم نے.... جھوٹ بولا تھا یعنی وہ سیف والی کہانی غلط تھی"

"بالکل غلط تھی میڈم۔ نمبر ایک جیسے ہی میرے گھر پہنچا ہوگا پولیس نے اس کا استقبال کیا ہوگا"

کھڑکیوں پر سرخ لائٹس چمکنے لگیں۔ باہر سے پولیس کی سیٹیاں سنائی دیں۔ پھر وقفے وقفے سے فائر ہونے لگے۔ ایک عورت نے چیخ ماری۔ پھر کوئی مرد چلایا "لارڈ ڈیمس" کسی نے اندھیرے میں پکار کے کہا "آپ خیریت سے ہیں نا؟"

"ہاں پارکر" لارڈ ڈیمس نے کہا۔ اسی وقت کمرہ روشن ہوگیا۔ مرجینا کی صورت دیکھ کر ایک لمحے کے لئے لارڈ ڈیمس کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ وہ اس کے تصور سے زیادہ حسین تھی۔ نقاب ہٹ جانے کے علاوہ اس جدوجہد میں مرجینا کے جسم پر سے لباس کا پردہ بھی تقریباً ہٹ گیا تھا۔ پھر اس نے ہال کو دیکھا جو اس میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا جہاں سے غنیم سب کچھ چھوڑ کر فرار ہوگیا ہو۔

"مجھے تمہارا پیغام مل گیا تھا" پارکر نے کہا "تمہیں جواب ملا؟"

"ہاں۔ تینوں کبوتر واپس آگئے تھے۔ میرے بھائی نے اور ماں نے بھی جواب دیدیا تھا" لارڈ ڈیمس نے کہا۔

"ہم نے سب کو پکڑ لیا۔ البتہ فائرنگ سے تین مارے گئے" پارکر نے کہا۔

"کیا؟" لارڈ ڈیمس نے چیخ کر کہا "میرے تین کبوتر مارے گئے؟ تم نے انہیں کیوں پکڑا تھا۔ میں تمہارے اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ایسی تیسی کردوں گا۔ تمہیں معلوم ہے وہ کتنے قیمتی کبوتر تھے"

"آئی ایم سوری سر" پارکر نے کہا "میں کبوتروں کی نہیں علی بابا اور اسکے چالیس چوروں کی بات کر رہا تھا"

○○○